بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرثیہ ۱

فخرِ ملک و اشرفِ آدم ہے محمدؐ
اکلیلِ سرِ عرشِ معظم ہے محمدؐ
حقا کہ خداوندِ دو عالم ہے محمدؐ
آخر ہے مگر سب سے مقدّم ہے محمدؐ
ایسا کوئی محرم نہیں اسرارِ اَحد کا
حال اس سے ہے پوشیدہ ازل کا نہ اَبد کا

۲
مختارِ زمیں باعثِ افلاک نبیؐ ہے
والا گہرِ قلزمِ لولاک نبیؐ ہے
مصباحِ حریمِ حرمِ پاک نبیؐ ہے
شیرازۂ مجموعۂ ادراک نبیؐ ہے
عالم میں وہ آیا تھا یہ دل سوئے خدا تھا
حق اس کا رضا جو وہ رضا جوئے خدا تھا

۳
آدم ہے وجودِ شہِ لولاک سے آدم
عالم سب اُسی شاہ کی ہستی سے ہے عالم
سررشتۂ دہر اس کا اگر ہوتا نہ محکم
تو ہوتے نہ اضدادِ عناصر کبھی باہم
کیا کیا کہوں کیا کیا ہے عنایاتِ محمدؐ
ہے باعثِ ایجادِ جہاں ذاتِ محمدؐ

۴
وہ پیشرو خیلِ رسولانِ سلف ہے
آدم کو اسی نورِ الٰہی سے شرف ہے
یہ دُرِّ یتیم اور وہ پاکیزہ صدف ہے
کرتا ہے پدر فخر زہے شانِ خلف ہے
پیغمبرِ برحق کی ہو کیا نعت کسی سے
خالق کو مباہات ہے ایجادِ نبیؐ سے

۵
جز ذاتِ خدا سب پہ محمدؐ کے ہیں احساں
اس شاہ کے ہیں خوانِ کرم پہ سبھی مہماں
وہ اصل ہے اور فرع ہے سب عالمِ امکاں
تھا خلقِ دو عالم سے وہی مقصدِ یزداں
باطن میں بھی فیض اس کا ہے ظاہر بھی وہی ہے
اوّل بھی سبھوں سے وہی آخر بھی وہی ہے

۶
معراج سے جو اس کو ملا رتبۂ اعلا
یہ رتبہ کسی اور پیمبر نے نہ پایا
اللہ سے جو قربِ محمدؐ تھا کہوں کیا
قوسین کا ہے فرق جہاں رتبۂ ادنیٰ
جبریلؑ امیں کو بھی نہ واں دخل کی جا تھی
یا احمدؐ مختار رہتے یا ذاتِ خدا تھی

۷
اللہ نے دی تھی اسے کونین کی شاہی
اُمّی تھے یہ تھا دل میں ہمہ رازِ الٰہی
دی سنگ نے اُس شہ کی رسالت پہ گواہی
اشجار بھی اعجاز سے اس کے ہوئے راہی
دی مُردوں کو جاں سبز کیا خشک شجر کو
ٹکڑے کر دیا انگلی کے اشارے سے قمر کو

۸
بے سایہ جو مشہور وہ سلطانِ عرب ہے
پیشِ عقلا وجہ یہ ہے اور یہ سبب ہے
ہے کون عدیل اُس کا کہ وہ سایۂ رب ہے
دُنیا میں کسی جائے کا سایہ کہو کب ہے
ہے دوسری یہ وجہ کہ وہ جانِ جہاں تھا
بے سایہ ہے یہ جاں کی طرح سایہ کہاں تھا

۹
پہلے کیا اللہ نے جس چیز کو پیدا
لکھا ہے کہ وہ نورِ جنابِ نبویؐ تھا
دس سو برس اس دن سے وہ نورِ شہِ والا
استادہ رہا روبروئے خالقِ یکتا
گہہ حمد و ثنا گہہ صفتِ قدرتِ حق تھی
اس نور پہ ہر دم نظرِ رحمتِ حق تھی

۱۰
اس نور سے فرماتا تھا یہ حضرتِ معبود
ہے خلق سے تو میری مراد اور مرا مقصود
عزت کی قسم اپنی جو تو ہوتا نہ موجود
تو رہتی بنا عالمِ ایجاد کی نابود
پیدا کبھی کرتا نہ زمیں کو نہ فلک کو
دوزخ کو، نہ جنّت کو، نہ آدم، نہ ملک کو

۱۱
جو تیرا محب ہے ہمیں اُس سے ہے محبت
جو تیرا عدو ہے ہمیں اس سے ہے عداوت
دی ہم نے تجھے سارے رسولوں سے فضیلت
ہر ایک کی اُمت سے ہے بہتر تری اُمت
نائب کسی مرسل کا نہیں تیرے وصی سا
بیٹی تجھے دی فاطمہ سی خویش علیؑ سا

۱۲
سبطین وہ بخشے تجھے جو ہم کو ہیں پیارے
ہم ان کے رضا جو وہ رضا جو ہیں ہمارے
ہیں عرشِ معلیٰ کے وہ تابندہ ستارے
بخشائیں گے اُمت کے ترے جرم وہ سارے
جو مرتبے تیرے ہیں وہ اوروں کے کہاں ہیں
وہ ختمِ رسل ہیں وہ شفیعِ دو جہاں ہیں

۱۳
اک بار یہ سن کر سخنِ خالقِ اکرم
سجدے کے لئے جھک گیا وہ نورِ مجسم
بالا کیا سجدے سے سرِ پاک کو جس دم
پیشانی سے تب نور کے قطرے گرے پیہم
اس نور کے قطروں سے پیمبر ہوئے پیدا
دریائے نبوت سے یہ گوہر ہوئے پیدا

۱۴
ان سب سے جنابِ احدی نے یہ ندا کی
پہچانتے ہو منزلت و قدر کو میری
پہلے سبھوں سے نورِ محمدؐ نے صدا دی
لاریب ہے تو خالق و معبودِ حقیقی
سجدہ تجھے واجب ہے کہ تجھ سا نہیں کوئی
تو رب ہے ہمارا ترا ہمتا نہیں کوئی

۱۵
تب کرسی و لوح و قلم و عرشِ معلّا
انجم و مہ و مہر و ملک و گنبدِ خضرا
شام و سحر و ظلمت و ضو جنت و دُنیا
اللہ نے سب نورِ نبی سے کئے پیدا
حق یہ ہے کہ باعث ہے وہ عالم کی بنا کا
کیا رتبہ ہے کیا فیض ہے محبوبِ خدا کا

اس نور کو دو حصّے کیا حق نے برابر دو ٹکڑوں سے مخلوق ہوئے احمدؐ و حیدرؑ	۱۶	اور پھر کیے ہر حصّے کے دو حصّے مکرر پیدا ہوئے دو حصّوں سے سبطینِ پیمبرؐ
زہراؑ کو پھر اس نور سے تنہا کیا پیدا		یوں پنجتنِ پاک کا نقشہ کیا پیدا
انساں سے بھلا ہو سکے ایسوں کی ثنا کر واللہ علیؑ سے ہیں علیؑ تک سبھی امجد	۱۷	اک نورِ محمدؐ سے ہیں تا بہ محمدؐ لندا ایک کے ایک ان میں ہے ہے صاحبِ مسند
سمجھے نہ کوئی یہ کہ محمدؐ سے جدا ہیں		اک سیب کے ٹکڑے ہیں یہ سب نورِ خدا ہیں
آدم کو کیا فوجِ ملائک نے جو سجدا ہے یوسفؑ یعقوبؑ کے جو حُسن کا شُہرا	۱۸	یہ نورِ محمدؐ کا فقط پاسِ ادب تھا تھا واں بھی فقط نورِ محمدؐ ہی کا جلوا
اک صاعقہ گرتے ہوئے جو دور سے دیکھا		موسیٰ نے اسی نور کو تھا طور سے دیکھا
یہ ظلم ہوا کون سے مرسل کے حرم پر اور کس کی نواسی پھری بلوے میں کھلے سر	۱۹	گھر جل گیا چھینا گیا کس کا زر و زیور تا شام گئی راہ میں بے مقنعہ و چادر
اس پر بھی رہائی نہ ملی رنج و محن سے		گردن کو جو کھولا تو بندھے ہاتھ رسن سے
بیٹی کو کہو کون سے مرسل کی ستایا داماد کا حق کون سے مرسل کے مٹایا	۲۰	کس کے شکمِ پاک پہ دروازہ گرایا گردن میں رسن باندھ کے کس کو ہے پھرایا
مقتول کہو کس کا نواسا ہوا سَم سے		کس پیاسے کا کاٹا ہے گلا تیغِ ستم سے
اللہ نے رُتبے تو محمدؐ کو یہ بخشے ہر چند کہ سب موردِ آفات و بلا تھے	۲۱	ہیں سارے رسولوں سے زیادہ شرف ان کے پر ایسے مصائب بھی کسی نے نہیں دیکھے
کیا کیا نہ دیے رنج انھیں اہلِ جفا نے		آرام نہ پایا کبھی محبوبِ خدا نے
حق یہ ہے کہ ہوتی ہے جسے حق سے محبت نیکوں کے لیے خلق میں کیا کیا ہے اذیّت	۲۲	سہتے ہیں وہ دردو الم و رنج و مصیبت منھ پر ہے کھُلا ان کے درِ محنت و حسرت
خاصانِ خدا ممتحنِ جور و جفا ہیں		اربابِ ولا جو ہیں وہ پابندِ بلا ہیں
پہلے تو مصیبت یہ ہے شاہِ دوسرا کی جس دم چھ برس کے ہوئے قدرت سے خدا کی	۲۳	تھے بطن میں مادر کے کہ والد نے قضا کی مادر نے بھی لی راہ، گلستانِ بقا کی
دو صدمے ہوئے دُرِّ یتیمی کے جگر پر		دادا کے سوا کوئی نہ باقی رہا سر پر
بن باپ کے فرزند کا تھا پالنا مشکل جب آٹھ برس کا ہوا وہ سرورِ عادل	۲۴	دادا رہا پھر امر میں پوتے کا متکفّل دادا کو بھی درپیش ہوئی گور کی منزل
پھر راحت و آرام کی صورت کہو کیا تھی		تنہائی کی آفت تھی یتیمی کی بلا تھی

جز ذاتِ خدا کوئی نہ تھا یار و مددگار بابا کا تو دیکھا بھی نہ تھا آپ نے دیدار	۲۵	مادر نہ تھی جو چھاتی سے لپٹا کے کرے پیار رو دیتے تھے دادا کے لیے دن میں کئی بار
بیکس پہ عجب حادثہ طفلی میں پڑا تھا		آنسو بھی کوئی پونچھنے والا نہ رہا تھا
وہ صغرِ سن اور آہ وہ تنہائی کی آفت کفار سے رہتا تھا زبس خوف و اذیت	۲۶	تھا اک دلِ نازک پہ وفورِ غم و محنت چھپ چھپ کے کیا کرتے تھے خالق کی عبادت
مظلوم کی طاعت کی ثنا کرتے تھے قدسی		احمدؐ کی یتیمی پہ بکا کرتے تھے قدسی
کرتا تھا فرشتوں کو ندا خالقِ اکبر ہر آن حفاظت کے لیے میں تو ہوں سر پر	۲۷	محبوب مِرا گرچہ ہے بے والد و مادر بھیجو صلوات اور سلام اس پہ مکرّر
حاجت ہے محمدؐ کو نہ مادر نہ پدر کی		ہوتی ہے یتیمی سے فزوں قدر گہر کی
خالق کو یہ توقیر تھی جس شاہ کی منظور جب حق نے کیا دعوتِ اسلام پہ مامور	۲۸	چالیس برس ان کو ستاتے رہے مقہور بس دشمنِ جاں ہو گئے سب کافر و مغرور
راحت نہ ملی بادشہِ جن و بشر کو		ہر اک نے کسا قتلِ محمدؐ پہ کمر کو
جن لوگوں سے فرماتے تھے یہ احمدِ مختار جز حق کے نہیں کوئی پرستش کا سزاوار	۲۹	اے قوم نہ اصنام کو سجدہ کرو زنہار قائل ہو خدا کے کلمہ کا کرو اقرار
وہ کہتے تھے ساحر ہے جواب اس کا نہ دو تم		کذّاب ہے کاذب کی نصیحت نہ سنو تم
تھا خار کوئی راہ میں اس گل کے بچھاتا دانائے زماں کو کوئی دیوانہ بناتا	۳۰	اور سنگ دلی سے کوئی پتھر تھا لگاتا اس چاند پہ کوٹھے سے کوئی خاک گراتا
پُرخوں نظر آتا تھا سر و روئے مبارک		بھر جاتے تھے سب خاک میں گیسوئے مبارک
کفّارِ قریش آپ کے تھے درپئے ایذا گردن میں ردا ڈال کے اس زور سے کھینچا	۳۱	دو بار بہم ہو کے سبھوں نے کیا زغا جو صدمے سے دم گھٹ گیا محبوبِ خدا کا
یاں تک تو عداوت تھی ابوجہلِ لعیں کو		مجروح کیا سنگ سے حضرت کی جبیں کو
تنگ آن کے اس شاہ نے کی کعبہ سے ہجرت ہشتاد و سہ بار اُنسے لڑے اہلِ شقاوت	۳۲	تو بھی نہ ملی ہاتھ سے ملعونوں کے راحت منظور تھا کر دیجئے گُل شمعِ رسالت
بے دینوں نے کی سختی بدی شاہِ اُمم سے		توڑا درِ دندانِ نبی سنگِ ستم سے
جس شمع کی ہو روشنی اللہ کو منظور جوں جوں ہوئے جویاے رواں اُن کے وہ مقہور	۳۳	ہوتا ہے فروغ اس کا زمانے سے کہیں دور ہوتا گیا خورشیدِ ہدایت کا فزوں نور
پانی جو دیا آبِ دمِ تیغِ علیؑ نے		سرسبز کیا گلشنِ اسلام نبیؐ نے

٣٤
جس وقت ہوا کفر و ضلالت سے جہاں پاک
اور دور ہوا گلشنِ دیں سے خس و خاشاک
رونے کی ہے جا سینے میں ہوتا ہے جگر چاک
بیمار مدینے میں ہوئے سیدِ لولاک
اک بار خزاں آ گئی ہستی کے چمن میں
طاقت نہ رہی بیٹھنے اٹھنے کی بدن میں

٣٥
تھی شدتِ تپ دم بہ دم اور ضعف تھا طاری
تھے فاطمہؑ کے حال پہ اشک آنکھوں سے جاری
چھاتی سے لگا بیٹی کو باگریہ و زاری
فرماتے تھے میں تجھ پہ فدا اے مری پیاری
اٹھنا مرا دنیا سے ترے حق میں ستم ہے
دشمن تجھے دکھ دیں گے جو غم ہے تو یہ غم ہے

٣٦
حیدر کو کبھی دیکھ کے پاس اپنے بلاتے
کس پیار سے داماد کو چھاتی سے لگاتے
پہلو میں کبھی دونوں نواسوں کو بٹھاتے
کچھ سوچ کے منھ چومتے اور اشک بہاتے
فرماتے تھے دونوں پہ فدا جانِ محمدؐ
پژمردہ ابھی سے ہیں یہ ریحانِ محمدؐ

٣٧
افسوس مرے بعد ستم ہوئے گا ان پر
ہیہات مصیبت میں پڑیں گے مرے دلبر
مظلوم پہ کچھ رحم نہ کھائیں گے ستمگر
آرام جہاں میں نہ ملے گا انھیں دم بھر
ناچار انھیں چھوڑتا ہوں امتِ بد میں
ان کے لیے تڑپے گی مری روح لحد میں

٣٨
چھاتی پہ انھیں کون سلاوے گا مرے بعد
کاندھے پہ انھیں کون چڑھاوے گا مرے بعد
کون ان کے بھلا ناز اٹھاوے گا مرے بعد
رو دیں گے پہ چین ان کو نہ آوے گا مرے بعد
ماں باپ کو تو ہوش نہ ہوگا مرے غم میں
کون ان کی خبر لیوے گا اس درد و الم میں

٣٩
یہ کہتے تھے اور تھی مرض الموت کی شدت
تھی بسترِ آزار سے اٹھنے کی نہ طاقت
فرمایا ہوئی گھر میں جو اصحاب کی کثرت
نزدیک ہے اب دارِ فنا سے مری رحلت
اندیشے کی جاگہ ہے یہ عبرت کا محل ہے
جو زندہ ہے اک دن اسے درپیش اجل ہے

٤٠
تم سے یہ وصیت ہے کہ حق سے نہ گزرنا
جو سنت و واجب ہو خلاف اس کے نہ کرنا
ہر دم غضب و حضرتِ معبود سے ڈرنا
زنہار قدم راہِ ضلالت میں نہ دھرنا
واللہ فوائد ہیں بڑے حق کی رضا میں
مرتد ہے کرے گا جو خلل حکمِ خدا میں

٤١
تم پاس ہوں میں چھوڑتا دو امرِ عظیم اب
قرآن ہے اور عترتِ اطہار مری سب
ناجی ہے وہ ان دونوں سے رکھے گا جو مطلب
جو ہوگا خلاف ان سے نہ بخشے گا اسے رب
ان میں سے ہر اک مصحفِ ایماں کا ورق ہے
تابع رہو ان کے یہ رضامندیِ حق ہے

٤٢
واللہ اگر ان کی رضامندی ہے درکار
تم ان سے خصومت نہ کبھی کیجو خبردار
آزار مجھے دوگے جو دوگے انھیں آزار
دونوں یہ جدا مجھ سے نہیں ہو دیں گے زنہار
میں ساتھ تمھارے ہوں جو ساتھ ان کے رہوگے
مجھ سے اسی تقریب سے کوثر پہ ملوگے

٤٣
پھر یوں کہا حیدر کی طرف کر کے اشارا
عاشق ہوں میں اس کا کہ خدا کا ہے یہ پیارا
واللہ مرے بعد یہ رہبر ہے تمھارا
رنج اس کو کوئی دے یہ نہیں مجھ کو گوارا
سمجھے نہ وصی جو اسے باعث ہے وہ شر کا
مختار ہے یہ احمدِ مختار کے گھر کا

٤٤
بھائی بھی یہ میرا ہے وصی بھی ہے یہ میرا
اک نور سے میں اور یہ ہوا خلق میں پیدا
جو دَین ہے مجھ پر یہ ادا اس کو کرے گا
جو وعدے ہیں میرے یہ کرے گا انھیں ایفا
یہ واقفِ گنجینۂ اسرارِ نہاں ہے
یہ حجتِ حق ہے یہ امامِ دو جہاں ہے

٤٥
جو دوست ہے اس کا وہ مرا دوست ہے واللہ
دشمن ہے جو اس کا مرا دشمن ہے وہ گمراہ
رتبے سے علیؑ کے میں تمھیں کرتا ہوں آگاہ
جو اس سے بغی ہووے گا کافر ہے وہ بدخواہ
جس کو کہ یقیں اس کی امامت کا نہیں ہے
قائل وہ محمدؐ کی رسالت کا نہیں ہے

٤٦
جو حکم علیؑ کا ہے وہی حکمِ خدا ہے
نہی اس کی جو ہے نہیِ رسولِؐ دوسرا ہے
جو کام یہ کرتا ہے مناسب ہے بجا ہے
ناحق کوئی حق اس کا جو چھینے تو خطا ہے
میں دشمنِ حیدرؑ پہ رعایت نہ کروں گا
محشر میں کبھی اس کی شفاعت نہ کروں گا

٤٧
یہ وہ ہے رہا راہِ خدا میں جو مجاہد
یہ سابق الایماں ہے یہ ہے عابد و زاہد
پیدا ہوا جب خلق میں اس کا ہوں میں شاہد
سجدہ نہ کیا اور کو جز خالقِ واحد
اک عشق ازل سے ہے اسے ذاتِ خدا سے
ہم نامِ خدا ہے یہ عنایاتِ خدا ہے

٤٨
بیشک حق و باطل کو جدا اس نے کیا ہے
کعبے میں قدم مہرِ نبوت پہ دھرا ہے
یہ صاحبِ لولاک کے کاندھے پہ چڑھا ہے
خالق نے اسے رتبۂ معراج دیا ہے
یہ جرم گنہگاروں کا بخشائے گا رب سے
ہوگی مری امت کی نجات اس کے سبب سے

٤٩
زوجہ اسے زہراؑ سی ہے خالق نے عطا کی
وہ میرا کلیجہ ہے تو یہ جان ہے میری
ہے گو کہ وہ مخدومۂ عالم مری بیٹی
میں کرتا ہوں تعظیم یہ اس کی ہے بزرگی
اس نورِ نظر پہ یہ مرے حق کا کرم ہے
باخطِ جلی عرش پہ نام اس کا رقم ہے

٥٠
واللہ ستانا مری بیٹی کا زبوں ہے
وہ مریم و حوا سے بھی رتبے میں فزوں ہے
تسلیم کو اس کی فلکِ پیر نگوں ہے
وہ پارۂ تن ہے مرا اور یہ مرا خوں ہے
جو بعد مرے نیک سلوک اس سے کرے گا
میں قبر میں آؤں گا وہ جس روز مرے گا

٥١
شاد اس کو کیا جس نے مجھے اس نے کیا شاد
بیداد ہوئی اس پہ تو مجھ پر ہوئی بیداد
سمجھاتا ہوں حجت سے اسے دل سے رکھو یاد
برباد ہوا میں جو ہوئی فاطمہؑ برباد
جس شخص سے زہراؑ کا نہ کچھ زور چلے گا
وہ تا بہ ابد آتشِ دوزخ میں جلے گا

۵۲ تم سب میری بیٹی کی تو عزت سے ہو آگاہ
زوج اس کا ہے اقلیم امامت کا شہنشاہ
وہ فاقہ کش و بےکس و مظلوم ہے واللہ
پر دولتِ دنیا سے ہے ان دونوں کو اکراہ
جز حق کے کسی سے نہیں کچھ کہتے ہیں دونوں
اک بوریے پہ فاقہ سے سو رہتے ہیں دونوں

۵۳ بچوں کا ہے ساتھ اور بضاعت ہے بہت کم
خالق کی عبادت میں گذرتا ہے ہراک دم
مایہ نہیں کچھ گھر میں خدا اس کا ہے محرم
آزوقۂ زہرا کو نہ چھینے کوئی اظلم
ہرچند کہ حاصل جو فدک کا ہے وہ کیا ہے
پر اس کو بہت ہے کہ وہ خالق نے دیا ہے

۵۴ بیٹے ہیں جو اس کے وہ مرے لختِ جگر ہیں
بحرین ہیں زہرؑا و علیؑ اور وہ گہر ہیں
دونوں فلکِ عز و شرافت کے قمر ہیں
اللہ کے پیارے ہیں محمدؐ کے پسر ہیں
ناخوش کیا خالق کو اگر ان پہ جفا کی
کیجو نہ خیانت یہ امانت ہیں خدا کی

۵۵ سن سن کے یہ کہنے لگے اصحابِ موافق
کس پر نہیں روشن شرفِ مصحفِ ناطق
فرماتے ہیں وہ آپ جو ہے مرضیِ خالق
ان باتوں سے جل جل کے ہوئے خاک منافق
موذی تھے عداوت سے نہ باز آتے تھے ظالم
جوں مارِ سیہ طیش سے بل کھاتے تھے ظالم

۵۶ حال ان کا نظر آیا جو سلطانِ امم کو
تحریر تمھارے لئے کچھ کرنا ہے ہم کو
فرمایا کہ لے آؤ دوات اور قلم کو
تا راہِ ضلالت سے رکھو باز قدم کو
واللہ عمل گر مرے لکھنے پہ کرو گے
پھر حشر تلک تم کبھی گمراہ نہ ہو گے

۵۷ اک شخص چلا لینے دوات اور قلم جب
پھر آ ہمیں تحریرِ نبیؐ سے نہیں مطلب
کہنے لگا ازراہِ عداوت یہ کوئی تب
قرآن ہی کافی ہے ہمارے لئے بس اب
کہتا ہو جو ہذیاں اسے کب ہوش و خرد ہے
اس وقت کی تقریر نہ تحریر سند ہے

۵۸ تکرار سے ان سب کی جو اک غل ہوا برپا
کیا ظلم ہے کیا قہر ہے وا حسرت و دردا
اس صدمے سے محبوبِ الٰہی کو غش آیا
تحریرِ وصیت کے بھی مانع ہوئے اعدا
کہنا ہذیاں کا کلمہ حق میں نبیؐ کے
محبوبِ خدا سے یہ سخن بے ادبی کے

۵۹ اے مومنو انصاف کی جا ہے وہ پیمبرؐ
جو کچھ ہے کلام اس کا نہیں وحی سے باہر
جس کے لئے قرآں میں کہے خالقِ اکبر
ہذیاں کہے اس شخص کے حق میں وہ ستمگر
کونین میں لعن اس پہ نہ کیوں حشر تلک ہو
کافر ہے وہ خود کفر میں اس کے جسے شک ہو

۶۰ اصحاب سے فرمایا کہ اٹھ جاؤ بس اس دم
سب اٹھ کے گھر اپنے گئے صحبت ہوئی برہم
وہ سن چکا تم سے مجھے جس بات کا تھا غم
رو یا کئے تا دیر شہنشاہِ دو عالم
فرمائے سخن صبر کے حیدرؑ کو بلا کے
زہرؑا کو بہت پیار کیا چھاتی سے لگا کے

۶۱ اس دن سے ہوئی اور فزوں شدتِ آزار
جبرئیلِ امیں نے یہ کہا آن کے اک بار
زہرؑا کبھی روتی تھیں کبھی حیدرِؑ کرار
خالق نے خبر پوچھی ہے یا احمدؐ مختار
ہرچند عیاں اس پہ ہراک رازِ نہاں ہے
تم پر مگر الطافِ خدائے دو جہاں ہے

۶۲ پوچھا ہے کہ کس طرح سے ہیں آپ کو پاتے
حضرت نے کہا غش پہ غش ہیں متصل آتے
کیا حال ہے جو سر نہیں تکیے سے اٹھاتے
الطاف خدا کے ہیں بیاں کب کئے جاتے
ایذائے مرض سے نہیں گھبراتا ہوں جبرئیل!
پر آپ کو مغموم بہت پاتا ہوں جبرئیل!

۶۳ آ کر یہ صدا دی ملک الموت نے اس دم
جبرئیلؑ نے کی عرض یہ با دیدۂ پرنم
دو اذن مجھے آنے کا اے سیدِ اکرم!
یہ قابضِ ارواح ہے اے قبلۂ عالم
اس نے کبھی رخصت نہیں مانگی ہے کسی سے
ہے اذن طلب حکمِ جنابِ احدی سے

۶۴ بعد آپ کے یہ آج سے لے تا بہ قیامت
یاں اس کو بلاؤں میں جو دیں آپ اجازت
آنے کی کسی شخص سے مانگے گا نہ رخصت
جبرئیل سے کہنے لگے اس وقت یہ حضرت
آنے دو اسے صابر و شاکر ہے محمدؐ
خالق نے بلایا ہے تو حاضر ہے محمدؐ

۶۵ یہ سن کے اسے روحِ امیں نے جو بلایا
تسلیم بجا لا کے سخن لب پہ یہ لایا
تب پاس محمدؐ کے وہ با صد ادب آیا
خادم نے شرف آ کے قدم بوسی سے پایا
یہ آپ کا اعلیٰ ہے مقام اے شہِ والا
فرمایا ہے خالق نے سلام اے شہِ والا

۶۶ فرمایا کہ گر ہو مرے محبوبؐ کی مرضی
راضی نہ محمدؐ ہو تو پھر آئیو جلدی
تو جسم سے تو روح جدا کیجیو اس کی
جو اس کی خوشی ہو وہی خوشنودی ہے اپنی
وہ کیجیو جو حکمِ رسولِؐ مدنی ہو
محبوب کی میرے نہ کہیں دل شکنی ہو

۶۷ فرمانے لگے اس سے یہ تب سیدِ ابرار
جان و تنِ احمدؐ کا ہے وہ مالک و مختار
بندے پہ ہے کیا کیا کرم ایزدِ غفار
ہر حال میں خالق کی خوشی ہے مجھے درکار
کر قبض مری روح کو مرنے سے خوشی ہوں
مشتاقِ ملاقاتِ جنابِ احدی ہوں

۶۸ جب یہ ملک الموت سے فرما چکے حضرت
رو کر کہا اے فاطمہ ہم ہوتے ہیں رخصت
زہرؑا کو بلا چھاتی لگایا بصد الفت
سر پیٹ کے رونے لگی خاتونِ قیامت
زہرؑا کو کبھی دیکھتے تھے گاہ علیؑ کو
تر ریش تھی اشکوں سے یہ رقت تھی نبیؐ کو

۶۹ پھر ہاتھ میں حیدرؑ کے دیا فاطمہؑ کا ہاتھ
تا زیست یہ ماتم میں مرے روئے گی دن رات
فرمایا امانت ہے خدا کی یہ خوش اوقات
زہرؑا سے کوئی دل شکنی کی نہ کرے بات
مہماں ہے یہ اس پہ الم و غم ہے جہاں میں
واللہ حیات اس کی بہت کم ہے جہاں میں

۷۰	پھر شبرؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا	منھ چوما جبیں چومی کلیجے سے لگایا
	رو رو کے یہ پھر حیدرِ صفدر کو سنایا	اب اُٹھتا ہے ان دونوں کے سر سے مرا سایا
	پیارے ہیں مرے پیار بہت کیجیو ان کو	جب روئیں تو چھاتی سے لگا لیجیو ان کو
۷۱	جس وقت نبیؐ نے یہ کہا شیرِ خدا سے	رونے لگے چھاتی سے لپٹ دونوں نواسے
	اشک ان کے کیے پاک محمدؐ نے عبا سے	دونوں نے کہا رو کے رسولِ دوسرا سے
	لے لو ہمیں ہمراہ جہاں جاتے ہو نانا	بے ساتھ لئے ہم کو کہاں جاتے ہو نانا
۷۲	رو رو کے پیمبرؐ نے کہا صدقے میں تم پر	خالق نے بلایا ہے تامّل کروں کیوں کر
	غم میں مرے دے صبر تمھیں خالقِ اکبر	ناچار ہے کیوں کر تمھیں لے جائے پیمبرؐ
	فرزند تلک باپ کے کام آ نہیں سکتا	اس راہ میں ہمراہ کوئی جا نہیں سکتا
۷۳	سن کر یہ سخن شور ہوا رونے کا برپا	بستر پہ ہوئے راست شہِ یثرب و بطحا
	نزدیکِ محمدؐ ملک الموت بھی آیا	فرمانِ خدا فوجِ ملائک کو یہ پہنچا
	نزدیک سواری ہے رسولِ عربیؐ کی	صف باندھ کے تعظیم کرو روحِ نبیؐ کی
۷۴	دوزخ کو بجھا دو کہ ہو رحمت مری ظاہر	کھولو درِ افلاک مرے دوست کی خاطر
	حورانِ بہشتی ہوں مکلّل بہ جواہر	ہوں عرش کے ساکن درِ فردوس پہ حاضر
	سلطانِ رسالت کی ہے آمد کوئی دم کو	پلکوں سے مصفا کرو گلزارِ ارم کو
۷۵	وہ آتا ہے جو عاشقِ صادق ہے ہمارا	وہ آتا ہے جس کے لئے عالم کو سنوارا
	وہ آتا ہے جو عرشِ معلّٰی کا ہے تارا	وہ آتا ہے جو سب سے بہت ہم کو ہے پیارا
	ہنگامِ تلطّف ہے مدارات کا دن ہے	معشوق سے عاشق کی ملاقات کا دن ہے
۷۶	یہ وہ ہے ستم جس نے سہے راہ میں میری	وہ امر کیا اس نے جو کچھ تھی مری مرضی
	آئینۂ ایماں کو پھر شکل جلا دی	اسلام کو رونق مرے محبوب نے بخشی
	تا زیست نہ آرام ملا اہلِ ستم سے	پر کی نہیں امت کی شکایت کبھی ہم سے
۷۷	سکّانِ سمٰوات کو واں پہونچا یہ احکام	اور قابضِ ارواح نے یاں اپنا کیا کام
	بیت الشرفِ فاطمہؑ میں پڑ گیا کہرام	کانپ اٹھی زمیں ہل گئے مسجد کے در و بام
	فریاد گئی عرش تلک شیرِ خدا کی	کونین میں غل تھا کہ محمدؐ نے قضا کی
۷۸	جبریلِ امیں کو نہ رہا ضبط کا یارا	سر پر سے پٹک تاجِ تقرب یہ پکارا
	دُنیا میں اب آنا ہوا موقوف ہمارا	محبوبِ خدا گلشنِ ہستی سے سدھارا
	رونق نہیں بے صاحبِ معراج جہاں کی	فریاد ہے اٹھی برکت آج جہاں کی

۷۹	اب کس کے لئے وحیِ خدا لائے گا جبریل	احکامِ رسالت کسے پہونچائے گا جبریل
	کیا شبرؑ و شبیرؑ کو سمجھائے گا جبریل	اب کس کی خبر لینے کو یاں آئے گا جبریل
	اب دوش پہ شفقت سے چڑھائے گا انھیں کون	اس پیار سے چھاتی پہ سلائے گا انھیں کون
۸۰	چلّاتی تھی یوں بنتِ نبیؐ کوٹ کے سینا	میں لٹ گئی ہے ہے ہوا ویران مدینا
	آرام کا میرے نہ رہا کوئی قرینا	طوفاں میں پڑا آلِ محمدؐ کا سفینا
	بیتاب میں ہوتی تھی جو ہوتے تھے سفر میں	اب حشر تلک آئیں گے نہ بابا مرے گھر میں
۸۱	فاقوں میں مری کون خبر لیوے گا آ کر	کون آن کے چھاتی سے لگاوے گا مرا سر
	کون اب کُڑھے گا دیکھ کے کُہنہ مری چادر	کون اب کہے گا فاطمہؑ قرباں میں تجھ پر
	مظلوم و یتیم آج مجھے کر گئے بابا	کیا قہر ہے زہراؑ نہ موئی مر گئے بابا
۸۲	میں چھوٹی تھی جب سر سے اٹھیں مادرِ غمخوار	مادر سے زیادہ مجھے بابا نے کیا پیار
	میں سوتی تھی اور آپ رہا کرتے تھے بیدار	فرماتے تھے آپ آ کے نہ رو اے مری دلدار
	منھ پر ہے عبا بیٹیؑ سے روپوش ہیں بابا	میں رو رو کے چلّاتی ہوں خاموش ہیں بابا
۸۳	ہے ہے مرے بچے ہوئے اب بےکس و مظلوم	نانا کسے اب کہہ کے پکاریں گے یہ معصوم
	تا حشر رہے دولتِ دیدار سے محروم	غمگین تو تھے اور بھی یہ ہوئیں گے مغموم
	ان دونوں کی مظلومی و تنہائی کا غم ہے	مادر بھی تو ہاں ہے فقط باپ کا دم ہے
۸۴	رو رو کے بیاں کرتے تھے یہ حیدرِ کرار	مجبور مجھے کر گئے یا احمدِ مختارؐ
	مرنے سے ہوا آپ کے میں بےکس و ناچار	جز ذاتِ خدا کون ہے اب میرا مددگار
	صابر رہا ایذا سہی گو فاقہ کشی کی	واللہ کمر ٹوٹ گئی آج علیؑ کی
۸۵	کن آنکھوں سے دیکھوں تمھیں ہے ہے مرے مولا	نزدیک مرے آج قیامت ہوئی برپا
	حضرت مجھے گاڑیں گے یہ تھی مجکو تمنا	سو آپ اُٹھے خلق سے وا حسرت و دردا
	کیوں کر کفن و گور کی تدبیر کروں گا	کن ہاتھوں سے میں آپ کو مدفن میں دھروں گا
۸۶	حیدرؑ یہ بیاں کرتے تھے با نالہ و افغاں	اور شبرؑ و شبیرؑ کا تھا حال پریشاں
	سر ننگے تھے اور چاک تھے کُرتوں کے گریباں	تھے نانا کی میّت کے قریں خاک پہ غلطاں
	منھ پر سے عبا کو کبھی سرکاتے تھے دونوں	رو کر کبھی چھاتی سے لپٹ جاتے تھے دونوں
۸۷	نانا کے کبھی چہرے سے چہروں کو ملاتے	ہاتھوں کو اٹھا کر کبھی آنکھوں سے لگاتے
	خوابیدہ سمجھ کر کبھی بازو کو ہلاتے	کرتے کبھی فریاد کبھی اشک بہاتے
	کہتے تھے کبھی آنکھیں نہیں کھولتے نانا	آزردہ ہیں ایسے کہ نہیں بولتے نانا

سر پیٹ کے کہتی تھی یہ زہراؑ نہ جگاؤ بس دیکھ چکے آؤ ردا منھ پہ اوڑھاؤ	۸۸	اب ہاتھ سے تم نانا کے بازو نہ ہلاؤ زاری کرو فریاد کرو خاک اڑاؤ
جیتے ہو تو دنیا میں تمھیں کیا نہ ملے گا		نانا سا مگر چاہنے والا نہ ملے گا
یہ سن کے وہ سر دے دے پٹکتے تھے زمیں پر غل مسجدِ جامع میں یہ تھا ہائے پیمبر	۸۹	تھا نالہ و فریاد سے ہنگامۂ محشر منھ پیٹتے تھے ہاتھوں سے سلمان وابوذر
ماتم تھا ملائک میں رسولِ عربیؐ کا		تھا قومِ بنی جان میں غل سینہ زنی کا
یاں غسل و کفن میں متوجہ ہوئے حیدرؑ تھے سب تو شریک کفن و دفنِ پیمبرؐ	۹۰	اصحابِ نبیؐ جمع ہوئے ڈیوڑھی پہ آکر محروم سعادت سے رہے چند بد اختر
پرسا بھی دیا آکے نہ زہراؑ و علیؑ کو		بے چین کیا روحِ رسولِ عربیؐ کو
کیا ظلم ہے کی جن کی پیمبرؐ نے سفارش یہ دولتِ دنیا ئے دنی کی ہوئی خواہش	۹۱	ان سے وہ ستمگار ہوئے بر سر کاوش سب بھولے پیمبرؐ کے کرم اور نوازش
بس دخترِ سلطانِ رسالتؐ سے بدی کی		کچھ عزت و توقیر نہ کی آلِ نبیؐ کی
یہ حفظِ مراتب تھا کہ قرآں کو جلایا کس ظلم سے کس جور سے زہراؑ کو ستایا	۹۲	بے دینوں نے حق مصحفِ ناحق کو مٹایا محروم رہیں باپ کا ورثہ بھی نہ پایا
جس خط پہ ہوئی مہر شہ جنؑ و ملک کی		کی چھین کے پرزے وہ سند باغِ فدک کی
بے اذن جہاں تھی نہ فرشتے کی رسائی تھی حمل سے محسن کے محمدؐ کی وہ جائی	۹۳	اُس گھر کی یہ عزت کہ اُسے آگ لگائی پہلو پہ گرا در تو یہ فریاد مچائی
ہے ہے مجھے غم اور دیا باپ کے غم میں		بے جان ہوا محسنؑ معصوم شکم میں
ہیہات نہ اس ظلم پہ بھی ہاتھ اُٹھایا مظلوم نے اک آہ کی ایسی کہ غش آیا	۹۴	کوڑا بہ ستم بازوئے زہراؑ پہ لگایا آرام لحد میں بھی محمدؐ نے نہ پایا
رسّی تو ادھر بندھی تھی گردن میں علیؑ کی		مرقد میں اُدھر روح تڑپتی تھی نبیؐ کی
جو احمدؐ و زہراؑ و علیؑ کو ہوئی ایذا ہو دیں گے کبھی ظالم و مظلوم بھی یک جا	۹۵	جو ظلم و ستم شبرؑ و شبیرؑ پہ گذرا اب جائے خموشی ہے انیسؔ آگے کہے کیا
جب حشر کو یہ دفترِ جاں سوز کھلے گا		اس ظلم کا بھی حال اُسی روز کھلے گا

دُنیا میں محمدؐ سا شہنشاہ نہیں باریک ہے ذکرِ قربِ معراجِ رسولؐ	رُباعی	کس راز سے خالق کے یہ آگاہ نہیں خاموش کہ یاں سخن کو بھی راہ نہیں

خورشیدِ حقیقت رُخِ زیبائے علیؑ ہے ایماں جسے کہتے ہیں تولّائے علیؑ ہے	مرثیہ ۱	معراجِ امامت قدِ بالائے علیؑ ہے اکسیر جو ہے خاکِ کفِ پائے علیؑ ہے
ہے نام رقم عرش پہ ہم نامِ خدا کا		کیا مرتبہ ہے زوجِ بتولِؑ عذرا کا
کہتے ہیں جسے عرش وہ ہے منزلِ حیدرؑ ہر حال میں ہے قدرتِ حق شاملِ حیدرؑ	۲	خلوت گہِ خلّاقِ جہاں ہے دلِ حیدرؑ ہے نورِ خدا روشنیِ محفلِ حیدرؑ
وہ حجتِ خالق ہے چراغِ رہِ دیں ہے		پروانہ اسی شمع کا جبریلِؑ امیں ہے
وہ گل ہے کہ جس سے چمنِ دیں کو ہو رونق شمشیر سے اس کی جگرِ کفر ہوا شق	۳	معنیِ کلامِ حق اسی سے ہیں محقّق ہے بعد محمدؐ کے علیؑ ہادیِ برحق
اللہ رے شرف ختم ہے رتبہ یہ علیؑ پر		کعبے میں دھرا اس نے قدم دوشِ نبیؐ پر
بے فصل وہی بعدِ نبیؐ صدر نشیں ہے گنجینۂ اسرارِ الٰہی کا مکیں ہے	۴	انگشترِ پیغمبرِؐ خاتم کا نگیں ہے وہ کعبۂ دیں، قبلۂ ارباب یقیں ہے
کرتے ہیں ملک فخر کراماتِ علیؑ پر		ہے عرشِ معلّی کو شرف ذاتِ علیؑ پر
کرسی نے بھی پایا ہے اسی راہ سے پایا اوصافِ علیؑ لکھنے کو جب وقت جھکایا	۵	خورشید اسی کے رُخِ انور کا ہے سایا سرلوح سے تا دیر قلم نے نہ اُٹھایا
لکھا کہ ہر اک سرِّ علی اس پہ خفی ہے		اللہ کا عاشق ہے محمدؐ کا وصی ہے
تحقیق کہ وہ شاہ امامِ ازلی ہے قرآں سے ہے ثابت کہ خدا کا وہ ولی ہے	۶	روشن ہے کہ شمعِ حرمِ لم یزلی ہے یہ اس کی بزرگی کے لئے نصِّ جلی ہے
پوشیدہ نہیں مرتبہ ظاہر ہے علیؑ کا		خارج ہے وہ ایماں سے جو منکر ہے علیؑ کا
وہ مشرقِ ایمان ہے خورشیدِ درخشاں اور رتبۂ احمدؐ کے لئے حجت و برہاں	۷	ہے نورِ علی روشنیِ اینِ ایماں تھا طور پہ وہ راہ برِ موسیِؑ عمراں
اعجازِ عصا دیدۂ بیضا جو وہاں تھا		وہ دستِ یداللہ سے سردست عیاں تھا
عالم پہ شرف بیتِ مقدّس کا ہے مشہور بے شبہ وہ ہے مولدِ شاہنشہِ جمہور	۸	گر نور تھا کعبہ تو علیؑ نورِ علیٰ نور فرق اس میں نہیں کچھ یہ تجلی تھا وہ تھا طور
اِس سے انھیں رتبہ ہے اسے ان سے شرف ہے		یہ گوہرِ یکتا ہے وہ پاکیزہ صدف ہے
دی جس نے اذاں کعبہ میں پہلے بہ فصاحت وہ حیدرِ صفدر ہے وہ ہے شاہِ ولایت	۹	اللہ کے گھر میں ہوئی ہے جس کی ولادت مصروفِ عبادت رہے تا روزِ شہادت
خود گرچہ گرفتار رہے رنج و بلا میں		بندے بہت آزاد کیے راہِ خدا میں